



## سوال

(46) قضا عمری بدعت ہے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی اپنی دس سالہ عمر سے ۳۵ سالہ عمر تک بے نماز رہا، اب اس نے باقاعدہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اب وہ اپنی ۲۵ سالہ قضا شدہ نمازوں کے لیے کیا کرے۔ (سائل: محمد نوید لاہور)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اسلام میں قضا کا کوئی تصور اور ثبوت نہیں۔ ان نمازوں کی تلافی کی واحد صورت یہ ہے کہ خالص توبہ کر کے استغفار کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو بکثرت نوافل پڑھے جائیں تاکہ جرم ہلکا ہو جائے۔ قرآن مجید اور احادیث سے یہی ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

(خَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَةَ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيَاً ۝۵۹ اَلَا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلْيَنصُرْ لِيَوْمَئِذٍ لِّمَن لَّا يَظْلُمُونَ شَيْئًا ۝۶۰ ... سورة مريم

”پھر ان (انبیاء اور صالحین) کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔ پس اس کی پاداش اٹھائیں گے۔ لیکن (ان میں سے) جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔“ (تفسیر ثنائی: صورتہ مریم آیات ۵۹، ۶۰)

شیخ الاسلام مولانا ثناء امرتسری ان آیات کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

”مگر یہ کیفیت اور کمال ان (انبیاء اور صالحین) کی زندگی ہی تک رہا، پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے، جن میں پہلی برائی تو یہ تھی کہ انہوں نے احکام شرعیہ سے روگردانی کی اور نماز جیسے ضروری حکم کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے پڑ گئے، پس اس کی پاداش اٹھائیں گے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بڑی محبت ہے ایسی کہ ماں کو بیٹے سے بھی نہ ہو، اس لیے جو لوگ توبہ کر کے ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو پہلی زندگی میں ان سے غلطیاں بھی ہو چکی ہوں، وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ توبہ کا دروازہ ان مجرموں کے لیے بھی بند نہیں جو گناہ گار سچے دل سے توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کر لیں اور اپنا چال چلن درست رکھیں، جنت کے دروازے اس کے لیے بھی کھلے ہیں۔ توبہ کے بعد جو عمل کرے گا سابق جرائم کی بنا پر اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ نہ کسی قسم کا حق ضائع ہوگا۔ حدیث میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ”گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ ہی نہ تھا۔“

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

تبارک الصلوٰۃ عمداً لا یشروع لہ قضاء ہا ولا تصح منہ بل یشکر من التطوع۔ (فقہ السنۃ : ج ۱، ص ۲۳۲)

”جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کو یہ جائز ہی نہیں کہ وہ اس نماز کو بعد از وقت پڑھے، اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی بلکہ بے وقت نماز کے بجائے بکثرت نفل پڑھے۔“

امام ابن حزم ارقام فرماتے ہیں :

واما من تعذر ترک الصلوٰۃ حتی خرج وقتھا هذا لا یقدر علی قضاءھا ابدالاً، فلیکثر من فعل الخیر وصلاحۃ التطوع لیشتمل میہ انہ یوم القیامۃ ویلتب ویستغفر اللہ عزوجل۔ (فقہ السنۃ : ج ۱، ص ۲۳۲)

”جو شخص جان بوجھ کر نماز نہ پڑھے اور اس نماز کا وقت چلا جائے تو یہ شخص اس نماز کی قضا پر کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس کو اب نیک عمل اور نماز نفل بکثرت پڑھنے چاہئیں تاکہ قیامت کے دن اس کا نیکیوں والا ترازو بھاری ہو جائے۔ اسے توبہ اور استغفار کرنا چاہیے اور یہی حل ہے اس گناہ کا۔“

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا سُوءًا أَوْ نَسُوا آيَةً أَسْفَحُوا فَاسْتَغْفَرُوا لِلذَّنْبِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ... سورة آل عمران ۱۳۵

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ ... سورة الزلزلة ۸

وَنُفِّخَ الْنُفُوسَ الْهَامِيَةَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُفْطِنُ وَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ... سورة الانبياء ۴۷

وآجمعت الامت وبہ وردت النصوص کلھا علی ان للتطوع جزء من الخیر اللہ اعلم بقدرہ وللضیئۃ ایضاً جزء من الخیر اللہ اعلم بقدرہ فلا بد ضرورة من ان یتجمع من جزء التطوع اذ اکثر ما یلازمی جزء الضیئۃ ویزید علیہ وقد اخیر اللہ تعالیٰ انہ لا یضیع عمل عامل وان الحسنات یدھبن السیئات۔ (فقہ السنۃ : ج ۱، ص ۲۳۲)

”اور اس بات پر امت کا اجماع ہے اور نصوص بھی اس کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ نوافل بھی نیک عمل کا حصہ ہیں، جس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے اور فرائض بھی نیک عمل کا جز ہیں اور اس جزء کی مقدار کا علم بھی اللہ عزوجل ہی کو ہے، پس یہ کوئی بعید نہیں کہ جب نوافل بکثرت پڑھے جائیں تو جمع ہو کر فرائض کے حصے کے برابر ہو جائیں بلکہ بڑھ جائیں اور اللہ تعالیٰ یہ بھی خبر دے چکا ہے کہ وہ کسی کے نیک عمل کو ضائع نہیں دے گا اور نیکیاں برائیوں کو کھٹا جاتی ہیں۔“

پس ان نصوص کے پیش نظر قضا عمری کی کھکھیر میں پڑنے بجائے توبہ و استغفار، کارہائے خیر اور نوافل بکثرت پڑھتے رہنا چاہیے۔ سلامتی اور نجات کی راہ یہی ہے اور بس۔

**قضا عمری کے دلائل اور ان کا جائزہ :**

قضا عمری کے ثبوت میں حسب ذیل روایات پیش کی جاتی ہیں :

۱۔ جاہل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے نماز چھوڑے رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : جتنی نمازیں تو نے چھوڑی ہیں ان کی قضا کرو۔ اس نے عرض کیا وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نماز کی ساتھ ایک اور نماز ادا کرو۔ اس نے کہا : پہلے یا بعد میں؟ آپ نے فرمایا : نہیں بلکہ پہلے۔

یہ روایت بے اصل اور من گھڑت ہے۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس کو موضوعات (ج ۲ ص ۱۰۲) میں روایت کیا ہے اور اس کو موضوع کہا ہے۔ لہذا اس سے حجت پکڑنا کسی طرح جائز نہیں۔



۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طائف سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور نمازیں بھی چھوڑے رکھی ہیں۔ اب میرا کیلئے گا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے توبہ کر لی ہے اور تجھے اپنے نیکے پر شرمندگی بھی ہے۔ اب ایسا کرو کہ جمعرات کو آٹھ رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور پچیس مرتبہ سورۃ اخلاص قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھو اور نماز سے فارغ ہو کر ہزار بار صلی اللہ علی محمد النبی الامی کا وظیفہ کرو۔ یہ آپ کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہوگا۔ خواہ تم نے دو سو برس کی نمازیں ہی کیوں نہ ضائع کی ہوں۔ حسب سابق یہ روایت بھی جھوٹی اور موضوع ہے۔ امام ابن جوزی نے اس کو موضوع اور جعلی قرار دیا ہے۔ (کتاب موضوعات: ج ۲، ص ۱۳۵، ۱۳۶)

۳۔ نہایہ شرح ہدایہ میں ایک بے اصل اور باطل روایت یہ بھی ہے:

جو شخص رمضان کے آخری جمعہ کو کسی فرض نماز کی قضا کرے گا تو یہ ستر برس کی قضا شدہ نمازوں کی تلافی کر دے گی۔

مولانا عبدالحی لکھتے ہیں:

قال علی القاری فی تذکرۃ الموضوعات عند حدیث من قضی صلوٰۃ من الغرائض فی آخر جمعة من رمضان کان جابر الکل فانیة فی عمره الی سبعین سنة بعد الحکم بانہ باطل لا اصل له۔ (مقدمۃ عمدۃ الرعاية: ج ۱، ص ۱۳)

یہ روایت بھی سراسر جھوٹی اور موضوع ہے۔ جناب ملا علی قاری حنفی نے اس کو اپنی کتاب ”الموضوعات الکبریٰ“ میں روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ روایت باطل، یعنی من گھڑت اور جھوٹی ہے۔ مزید یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ روایت اس لحاظ امت کے خلاف ہے کہ عبادات میں کوئی عبادت بھی کئی برس کی قضا شدہ عبادت کے نقصان کو پورا نہیں کر سکتی۔

(شبہ) رہی یہ بات کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ہدایہ کے شارحین صاحب نہایہ وغیرہ بڑے فاضل اور فقیہ تھے۔ کیا ان کو ان روایتوں کے موضوع اور جھوٹی ہونے کا علم ہی نہ تھا۔ اگر یہ روایات موضوع اور باطل ہوتیں تو یہ نامور فقیہ ان روایات ہدایہ جیسی نامی گرامی کتاب کی شروحات میں ہرگز درج نہ فرماتے۔

اس تحدی کا جواب یہ ہے کہ صاحب نہایہ اور ہدایہ کے دوسرے شارحین بلاشبہ بہت بڑے فقیہ اور دنیا نے احناف کی بڑی قد آور شخصیات ہیں، وہ سب کچھ تھے مگر وہ علم حدیث میں طفل مکتب بھی نہ تھے، یہ ہمارا ہی کہنا نہیں، بلکہ محقق علمائے احناف کا کہنا ہے، ملا علی قاری نہایہ شرح ہدایہ کی اس روایت کو باطل لا اصل لکھنے کے بعد یہ تصریح فرماتے ہیں:

ثم لا عبرة بمقتل صاحب النهایة ولا ببقية شرار الهداية فانهم ليسوا من المحدثين ولا اسندوا الحدیث الی احد من المخرجين۔ (عمدة الرعاية مقدمہ شرح الوقایة: ص ۱۳)

”صاحب نہایہ اور ہدایہ کے دوسرے شارحین کی نقل کردہ احادیث کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ ایک تو وہ محدث نہ تھے اور دوسرے یہ کہ انہوں نے ان احادیث کو ان کے مخرجین کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔“

ابوالحسنات عبدالحی حنفی تصریح فرماتے ہیں:

وهذا الكلام من القاری افاد فائدة حسنة وهي ان الكتب الفقهية وان كانت معتبرة في انفسها بحسب المسائل الفرعية وكان مصنفوها ايضا من المعتمدين والفقهاء الكالمين لا يعترفون على الاحاديث المستقلة فيما اعتمدا عليها ولا يجرمهم بوردوها واثبتوها بمجرد وقوعها فيما فهم من احاديث ذكرت في الكتب المعتمدة وهي موضوعة ومختلفة كحدیث لسان اهل البنية العربية أو الفارسية۔ (عمدة الرعاية مقدمۃ، شرح الوقایة: ص ۱۳)

”قاری کی یہ کلام بڑی مفید ہے کیونکہ اگرچہ یہ ہماری فقہی کتابیں فروعی مسائل کے لحاظ سے اپنی حد تک معتبر ہیں اور ان کے مصنف بھی قابل اعتبار اور کامل فقہاء تھے، لیکن پھر بھی

